

Registered

L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۶) مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

ہفتہ مختتمہ ۲۶ اگست لاہور میں ۲۶۹ موتیں واقع ہوئیں - ۳۰ اگست کی خبر ہے کہ ماہ گذشتہ کی ۲۴ کی رات کو ۱۶ مسلح آدمیوں نے ایک دیہات بنام سلیمان خیل واقعہ ضلع بنوں پر ایک چھاپہ مارا اور ایک ہندو کی دکان کو لوٹا - ایک عورت کو زخمی کیا اور کچھ کپڑے اور زیورات لیکر رفوچکر ہوگئے - لوگ تعاقب میں گئے مگر لٹیرے کپڑے جو چورا کے تھے چھوڑ کر بھاگ گئے ÷ ملک معظم نے لفٹننٹ کرنل سر ڈی - ڈبلیو - کے بار صاحب کے - سی - ایس - آئی سابق رزیڈنٹ حیدر آباد کو ہند کے سیکرٹری آف سٹیٹ کی کونسل کا ایک ممبر ہونے کے لئے مقرر کردیا ہے ۳۱ - اگست روئٹر کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ انگریزوں اور جاپانیوں کے درمیان معاہدہ ہوگیا ہے - ۳۰ اگست پریزیڈنٹ روزولٹ کو چاروں طرف سے مبارک بادی کی تار برقیات بکثرت آرہی ہیں - انمیں ایک ملک معظم کیطرف سے ہے اور ایک قیصر کی طرف سے ہے - بڑی خوشی کی خبر ہے کہ جاپان نے روس کے شرائط صلح منظور کرلی ہیں - مسٹر دی وِیٹ صلح کے انجام کی بابت تار دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں " میں خدمت شریف میں بڑے ادب سے رپورٹ کرتا ہوں کہ جاپان نے صلح کی شرائط کی بابت آپ کی تجاویز منظور کرلی ہیں جو آپ کے حسب ایما و استحکام پکڑینگے - اور روس جیسا آگے تھا مشرق میں ایک بڑی طاقت تھی ایسا ہی اب بھی ہے" ÷ جرمنی میں بھی ہیضہ پھوٹ نکلا ہے - خاص دیچولا میں بارہ واردات ہیں اور چھ اموات وقوع میں آئیں - سلطان مراکو نے الجیریا کی اس فرانسیسی رعیت کو آزاد کردیا ہے جسکو وہ اسیر کرکے فیض میں لے گیا تھا - ضلع سب ساگر واقعہ آسام میں چاول کی فصل کی امید بہت کم ہے کیونکہ وہاں روز بارش ہوتی ہے اور دریائے برہم پتر طغیانی پر ہے جس سے تمام کھیت زیر آب ہیں - بنگال میں اسوقت ۴ ہزار بچہ لڑکیاں ایسی ہیں جنکا بیاہ ہو تھا - اس تعداد میں سے ۶ سو ایسی بیوہ لڑکیاں ہیں جو ایک سال سے بھی کم عمر کی ہیں ÷ پورٹ سمتھ میں ایک سخت زلزلہ آیا پیس کانفرنس کی عمارت اور دیگر عمارات کو بھی صدمہ پہنچا مگر نقصان شدید نہ تھا - یکم ستمبر کو لندن اور کرو مرکے درمیان گریٹ ایسٹرن ایکسپرس ریلوے گاڑی سڑک سے نیچے اتر گئی جس کے صدمہ سے دس آدمی جان بحق اور بیس زخمی ہوگئے حجاز ریلوے کا چندہ ایک کروڑ ۴۵ لاکھ روپیہ تک پہنچ گیا ہے - کابل سے بھی چندہ مانگا گیا ہے - قلمرو بخارا نے ۴۰ لاکھ روپیہ بھیج چکے ہیں - لاہور سے ۲۲ ہزار روپیہ روانہ کیا گیا ہے - بموجب تازہ مردم شماری کے شملہ میں ۱۸۵۷ انگریز مرد اور ۲۱۶۲ میم صاحبات ہیں - تا ہنوز یہہ امر بالکل نا معلوم ہے کہ لارڈ کرزن صاحب سے کس طرح چارج لیا جاویگا - انکی اپنی خواہش یہہ ہے حتی الامکان اسمیں ذرہ بھی تاخیر نہونی چاہئے - لارڈ منٹو صاحب بہادر کے آنے کی تاریخ ابھی غیر معین ہے - بمبئی میں زنانہ پارٹی کی جانب سے پرنسس آف ویلز کو ایک البم نذر کیا جائے گا جسمیں مختلف قسم کی ہندو عورات کی تصویریں ہونگی - ہر تصویر کے مقابل میں کچھ حالات بھی ہونگے - ان تصویروں کے علاوہ ان لیڈیوں کا گروپ بھی ہوگا جو ان کا استقبال کرینگے - علاقہ کوہ کاف میں ارمینوں اور مسلمانوں کے درمیان سخت نفاق پھیلا ہوا ہے اور کشت و خون کا بازار خوب گرم ہے - شور کوٹ سے جھنگ ریل گاڑی بن کر مکمل ہوگئی ہے - کہا جاتا ہے کہ امیر کابل جنگ روس و جاپان کا بڑے غور و شوق سے مطالعہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ جاپانیوں نے کیا وہ افغان بھی کرسکتے ہیں - افغانی ترکستان کے حاکم نے اپنے علاقہ کے یہودی تاجروں کو اس شبہ پر کہ وہ روس کے جاسوس ہیں ملک بدر کردیا ہے - ۴ ستمبر کے پانچ بجے شام کو عہدنامہ صلح پر دستخط ہوگئے ہیں - جاپان کا سفیر صلح ۵ ستمبر کو اور روس کا سفیر صلح بدھ کو اپنے اپنے وطن کو غالباً واپس ہوگئے ہیں - زار نے جنرل لینے وچ کو ایک تار میں یہہ خبر دی ہے کہ جاپان نے روس کی تمام شرائط منظور کرلی ہیں - برلن میں سرکاری خبریں موصول ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی افریقہ میں بغاوت کا بازار گرم ہے اور دیگر اضلاع میں بغاوت پھیلتی جاتی ہے - اودریانوبل واقعہ ترکی میں یونانی ارمنی ملگیری اور یہودی گھروں میں بڑی بھاری آتشزدگی ہوئی جس سے کئی ایک آدمی جلکر خاک ہوگئے - سالونیکا میں ایک گروہ کے درمیان ایک بم کا گولہ چھوڑا گیا جس سے دو آدمی ہلاک اور بیس مجروح ہوگئے ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اڈیٹوریل نوٹس

وفات حسرت آیات

ڈاک آمدہ ولایت میں مندرجہ ذیل غمناک خبر مندرج ہے جس سے ہندوستان میں بہت سے دلوں پر صدمہ پہنچیگا۔ خبر یہہ ہے کہ بروز جمعرات بوقت صبح ۲ اگست مسز جیسی ڈنلاپ نیوٹن پادری سی۔ بی نیوٹن صاحب کی میم صاحبہ نے اپنی ہمشیرہ مسز مارگریٹ ادر گریس ڈنلاپ کے گھر میں وفات پائی۔ تجہیز و تکفین کی عبادت ولنٹ سٹریٹ میں تین بجے شام بروز جمعہ ادا کیگئی۔ ہمکو یقین ہے کہ اس ملک میں سب جو ڈاکٹر اور مسز نیوٹن کو جانتے ہیں ڈاکٹر نیوٹن صاحب کے اس غم میں شریک ہونگے۔ یہہ میم صاحبہ نہایت سرگرم خداوند کی خادمہ تھیں اور بہت صاحبان کو انکی موت کی خبر سنکر انکا حد رنج ہوگا کیونکہ وہ اس کے چہرے کو اس دنیا میں پھر نہ دیکھینگے اور ہمنے یہہ بھی سنا ہے کہ ڈاکٹر نیوٹن صاحب ماہ ستمبر ۲۷ کو لیورپول سے ہندوستان کیطرف روانہ ہونگے

عیسائی اور مسیحی

ناظرین بہرہ مرسلات میں سی۔ ایم۔ ایس کے پادری دگرم صاحب کا ایک خط جو انہوں نے شائع ہونے کے لئے دفتر ہذا میں بھیجا ہے دیکھینگے۔ آپ اسمیں زور دیتے ہیں کہ عیسائیوں کو عیسائی نام سے نہیں بلکہ مسیحی نام سے موسوم کرنا چاہئے۔ ان کی دلائل بھی انکی نظروں سے گذری ہونگی مگر ہمارا ان کے ساتھ اس امر میں اتفاق رائے نہیں ہے بدینوجہ:

(۱) لفظ عیسائی ہمارے نجات دہندے کے اسم ذات خاص سے نسبت رکھتا ہے مگر لفظ مسیحی مسیح کے ایک وصفی لقب سے متعلق ہے۔ یسوع وہ نام ہے جس سے مسیح کے اس خاص کام کا اظہار ہوتا ہے جس کے لئے وہ دنیا میں آیا تھا۔ یہہ نام خدا کی طرف سے فرشتہ نے اُس کا رکھا تھا۔ اناجیل اربعہ میں یہی نام مشہور ہے۔ مگر بعد میں اُس کے کئی ایک وصفی اور موزون نام اس کے ساتھ ملحق کئے گئے۔ مگر لفظ مسیح کا معاملہ اس کے برعکس ہے اس سے یسوع کی اس حالت کیطرف اشارہ ہے جس سے یسوع کا نبی کاہن اور بادشاہ کے طور مخصوص ہونا مقصود ہے۔ اس سے مسیح کے کام کیطرف بحیثیت نجات دہندہ کچھ اشارہ نہیں نکلتا ہے۔ یہہ نام خدا کی طرف سے انکی پیدایش پر یا اس سے پہلے اس کا نہیں رکھا گیا۔ اناجیل اربعہ میں یہہ نام مسیح کی بابت بطور اس کے اسم ذات کے کبھی مستعمل نہیں ہوا۔ لہذا نام عیسائی بہ نسبت مسیحی کے زیادہ تر موزون اور حسب حال ہے۔

(۲) لفظ یسوع اور عیسائی میں لفظی مشابہت بھی عین ہے۔ لفظ عیسیٰ لفظ یسوع کا ٹرنسلٹریشن ہے یعنی یونانی Ἰησοῦς کی عربی شکل ہے اور اس کے بالکل ہم شکل اور ہم آواز ہے۔ فرق صرف آخری حرف میں یعنی یونانی میں ους ہے اور عربی میں یٰ۔ اور اگر ہم یونانی علامت اسم ς سا اڑا دیں جو اپنے صیغہ اور حالت میں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے تو بعینہ عیسیٰ یا ای سے رہ جاتا ہے اس کے ساتھ ی نسبتی لگانے سے عیسائی ہوگیا۔ اور یہہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے:

(۳) اعمال کی کتاب میں اور بعد ازاں کلیسیا میں اگر عیسائیوں کا نام مسیحی مشہور ہوگیا تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عیسائی نام غلط اور برا ہے۔ اور نہ یہہ کہ عیسائیوں کو اس سبب سے ضرور مسیحی کہلانا چاہئے نہ کہ عیسائی۔ وہ بیان محض ایک تواریخی حیثیت میں ہے نہ کہ صیغہ امر میں ہے۔ اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ رسولوں کے زمانہ میں یہہ نام مسیح یہودیوں کی خاطر زیادہ تر مشہور ہوگیا تھا بہ نسبت یسوع کے اس لئے وہی نام اس کے پیروان کا بھی پڑگیا:

(۴) اگر یہہ نام مثل نام ناصری کے طنزاً مستعمل ہوتا تھا یا ہو رہا ہے تو اس وجہ سے یہہ ضروری اور مناسب نہیں ہے کہ ہم اپنے اصلی نام کو ترک کر بیٹھیں۔ اگر صورت یہی ہے تو ہمکو یہہ مذہب بھی ترک کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اس مذہب کے سبب سے ہم پر بڑے بڑے طعن دیئے جاتے ہیں اور یہہ سخت قابل افسوس بلکہ بے ایمانی ہوگی:

(۵) ہماری دانست میں نام جسویٹ (جو ایک مسیحی فرقہ کا نام ہے) لفظ عیسائی کے مترادف ہے اور بالکل درست ہے جب یہہ نام جمع میں بولا جاتا ہے تو اس سے مقصود اس فرقہ کے گروہ سے ہوتی ہے اور اگر واحد بولا جاوے تو شخص مفرد مفہوم ہوتا ہے۔ یہہ کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ یہہ نام ایک بدعتی فرقے کا ہے اس لئے اسکو رد کر دینا چاہئے۔ ہمکو تو حقیقت دیکھنی چاہئے۔ پس جہانتک غور کیا جاتا ہے ہم لفظ مسیحی پر لفظ عیسائی کی ترجیح اور مناسبت زیادہ تر دیکھتے ہیں:

ڈاکٹر نشی کانت چیٹرجی صاحب کو صلاح

۱۰ اگست کے آریہ گزٹ سے معلوم ہوا کہ اب ڈاکٹر صاحب محمدی مذہب کو خیرباد کہنے پر اور مسیحی مذہب کو اختیار کرنے پر تیار ہیں۔ اسپر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ ان ڈائرکٹ طور پر مشورت دیتے ہیں کہ مسیحی مذہب کو اختیار نہ کریں بلکہ آریہ مذہب کے پیرو بنجاویں۔ مگر ہم ڈاکٹر صاحب کو صلاح دیتے ہیں کہ بخوبی تحقیقات کر کے کسی مذہب کو اختیار کریں کہیں ایسا نہو کہ آریائی تناسخ کے چکر میں پھنس جاویں جس سے تا ابد رہائی اور رستگاری ناممکن ہوگی اور پھر آپ کو اس سے بھی زیادہ پچھتانا پڑے۔ اب روشنی کا زمانہ ہے اور آپ ایک عالم فاضل آدمی ہیں امید قوی ہے کہ آپ ضرور اپنی اس امر میں دانائی اور

حقوق محفوظ ہیں

تذکرۃ الحکمائے یونان

اُس نے اپنی آزاد طبیعت کے سبب سے پبلک راشٹرسٹ بھی بہت کم لیا۔ وہ آتھینے کے باہر کبھی بھی نہیں گیا جیسا کہ افلاطون کہتا ہے کہ "لیکن اے سقراط اُتو تو بڑا ہی غیر معین جیسا شخص نظر آتا ہے۔ اور جیسا کہ تو کہتا ہے تو بالکل اجنبی معلوم ہوتا ہے نہ کہ باشندہ۔ ایسا کہ نہ تو شہر کے باہر سرحد تک گیا اور نہ ہی مجھے یقین ہے کہ تو دیوار کے باہر بھی سیر کے لئے کبھی گیا" (کریٹو ۵۲ ب نائیٹرس ۲۳۰ ج)۔ آیون کہتا ہے کہ سقراط اور ارخیلاوس ایک جہاز پر سوار ہو کے ساموس کو گئے تھے۔ اور ارسطاطالیس کہتا ہے کہ وہ ڈلفی کو بھی گیا تھا اور فیورینس کہتا ہے کہ استھمس کو بھی گیا تھا۔ (ڈایوگنیس ۲۶)۔ بعض ان مورخوں کے بیانات کو معتبر سمجھتے ہیں اور بعض غیر معتبر۔ مگر یہہ تو واضح حقیقت ہے کہ وہ صرف تین دفعہ جنگ کے موقع پر باہر گیا۔ پہلی دفعہ قبل از مسیح ۴۳۲ و ۴۲۹ کے درمیان پوٹیڈیا کے جنگ میں بحیثیت عام سپاہی گیا۔ اور اس جنگ میں اُس نے تھریکیہ کی سخت سردی اور برف کے درمیان بھوک اور پیاس اور ہر قسم کی تکلیف جھیلتا ہوا اپنے مقام پر باستقلال قائم رہا۔ اسی موقع پر وہ پہلے پہل الکیبیادیس سے آشنا ہوا جسکو اُس نے ایک بڑے تنگ وقت میں قتل ہونے سے بچا لیا تھا۔ پھر قبل از مسیح ۴۳۱ میں جنگ پیلوپانیسس پھوٹ نکلا اور ۴۲۴ میں ڈیلیوم کا جنگ ہوا جسمیں اہل آتھینے شکست فاش کھائی۔ اسموقع پر سقراط اور لیکس بھی ان معدودے چند جفاکشوں میں سے تھے جنہوں نے اس کشمکش کے درمیان استقامت اور خاطر جمعی سے کام لیا۔ اسوقت سقراط کی جفاکشی اور استقلال کی دھاک دوست اور دشمن ہر دو میں پڑ گئی۔ تیسری دفعہ امفیپولس کے معرکہ میں (قبل از مسیح ۴۲۲) وہ موجود تھا۔ ۴۰۶ قبل از مسیح میں اہل آتھینے اور لکیڈیمونیوں کے درمیان مقام ارگینوسے میں جنگ ہوئی اور موخرالذکر شکست کھا گئے۔ اِس جنگ کے بعد آتھینوی افسروں نے اپنے مقتولین کی لاشوں کی تلاش میں بے پرواہی کی اور بہتوں کو بلا تجہیز و تکفین پڑے رہنے دیا اور جو زندہ تھے اُن کو انہیں کی ٹوٹی پھوٹی کشتیوں اور جہازوں میں رہنے دیا اور اُنکی کچھ مدد نہ کی۔ جب آتھینیوں نے اپنے ملک میں اِس واقعہ کی خبر سُنی تو سخت افروختہ اور ناراض ہوئے۔ اور ساتھ ہی بہت سے اہل شہر نے اُن افسران کا شکوہ کیا اور غصہ سے بھر گئے کہ ہمارے دوست اور رشتہ دار افسروں کی بے پرواہی اور بدنظمی سے غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ لہذا ایک مجلس فراہم ہوئی اور وہ افسر طلب کئے گئے اور انپر یہہ الزام لگایا گیا کہ تمنے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمنے تو کئی ایک ماتحت افسروں کو اُن کی امداد کے لئے حکم دیا تھا مگر چونکہ ایک سخت طوفان برپا ہوا اس لئے وہ اپنا فرض ادا کرنے سے معذور رہے۔ مجلس برخاست ہوئی اور یہہ تجویز ٹھہری کہ سینیٹ اس کا فیصلہ کرے۔ سینیٹ نے یہہ قرار دیا کہ جب اہل آتھینے نے دعوے اور جواب دعوے دونوں سُن لیا تو واجب ہے کہ وہ فوراً ان آٹھ افسروں کی بریت یا سزایابی کی بابت خود ووٹ دیں۔ یہہ تجویز بالکل نادرست اور خلاف قانون تھی۔ کیونکہ آتھینے کا یہہ قانون تھا کہ تحقیقات کے وقت ہر ایک ملزم کی علیحدہ علیحدہ تحقیقات ہو اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ فتوے دیا جاوے۔ سقراط اسوقت اِس سینیٹ کا ایک ممبر تھا اور اُس کا فرقہ انٹیوکس میر مجلس تھا اور سقراط اس میر مجلسی فرقہ میں سے اپنی باری پر سینٹ صدر مجلس تھا۔ اسوقت صرف سقراط ہی نے مقابلہ کیا اور کہا کہ قانون کے خلاف نہ کرنا۔ اور اُسی نے نصیحت کا مقابلہ کیا جو اُسکو اِس واجب مخالفت کے سبب سے معزول اور حوالہ کردینے کو تیار تھے ... اور شور مچا اور چلاتے تھے تب سقراط نے بڑے حوصلہ اور دلیری سے کہا کہ "قید یا موت کے ڈر کے مارے ناراستی سے درست ہیں تمہارے ساتھ شریک ہو جانیکی نسبت قانون اور راستی کے سبب سے خطرے میں پڑنا ضروری امر ہے" (معذرت نامہ سقراط ۳۲ ب) جب دو سال بعد (۴۰۴ قبل مسیح) لکیڈیمونی فوج نے آتھینے پر قبضہ کر لیا اور لمبی لمبی دیواریں مسمار کر دی گئی تھیں اور آتھینوی جمہوری سلطنت برباد اور چیدہ آدمیوں کی سلطنت قائم ہو گئی تھی یہاں چیدہ آدمیوں کی تعداد تیس تھی اور زمانہ صرف آٹھ ماہ کا تھا جو ظلم و تعدی کا زمانہ تھا اور جس میں ملکی مخالفین اور سلطنت کے دشمن اور ویسا ہی معززین اور اہل دول بھی قتل کئے جاتے تھے) تو انہوں نے سقراط کو معہ دیگر چاروں کے مجلس کے بالاخانہ میں بلا بھیجا اور سلامیس کے باشندے لیون کو سلامیس سے بلالانے کے لئے اُن کو بھیجا تو سقراط کہتا ہے کہ "اس وقت میں نے نہ صرف کلام سے بلکہ عمل سے ثابت کر دیا کہ . . . . میں موت کی تکا بھر بھی پرواہ نہیں کرتا مگر خصوصاً اس بات کی پرواہ کرتا ہوں کہ میں نہ تو کوئی ناراستی کا اور نہ شرارت کا کام کروں" (معذرت نامہ ۳۲ د) ؂

جہانتک تواریخ بتلاتی ہے اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ اور زمانہ سے زیادہ اس نے کبھی کسی ملکی یا جنگی معاملات میں حصہ نہیں لیا۔ اِس اثنا میں اُس نے کبھی کسی شخص کو نہ تو غصہ دلایا اور نہ مشتعل کیا اِس وقت تک اُس کی زندگی بامن و امان گذرتی رہی اُس کا چال چلن قانوناً بے عیب اور بیداغ رہا اور نہ ہی وہ بحیثیت مدعی یا مدعاعلیہ عدالت گاہ میں کبھی حاضر ہوا سب سے پہلا طعن اور انگشت نمائی جو پبلک میں اس پر ظہور میں آئی وہ قبل از مسیح ۴۲۳ میں ارسٹوفانیس کے ذریعہ سے ہوئی جس نے اس پر اپنی ایک تصنیف موسوم بہ اسحاب میں اس پر مضحکہ اڑایا اور عوام کی توجہ کو اُسکی طرف رجوع کیا مگر بالضرور وہ اس سے چھ سات برس پہلے سے

مشہور ہوا ہوگا۔ پس اغلب ہے کہ اُس نے اپنا کام قبل از مسیح ۴۳۰ میں شروع کیا ہوگا یعنی چالیس برس کی عمر میں اور یوں اس کی کل خدمت کا زمانہ ۳۰ برس کا ہوگا ؛

دلچسپ معلومات

ڈاکٹر پی۔ ایل۔ ہوسر نے ایک فرانسیسی ریویو میں تعداد اور شمار پیش کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں مرض زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں فرانس کے درمیان صرف ۲۵ ہزار پاگل آدمی تھے مگر سنہ ۱۹۱۰ء میں انکا شمار ۷۵۹۳ ہو گیا ہے۔ انگلستان میں سنہ ۱۸۵۲ء کے درمیان ۲۸ ہزار دیوانے تھے مگر اب وہاں ۱۱۳۹۶۴۔ فرانس میں جو سودائی مرض سرعت کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے وہ شراب خوری کا نتیجہ ہے۔ انگلستان میں ۱/۴ کل آدمیوں میں ۱/۲ شراب خوروں میں سے ہیں ؛

دریائے ٹیمز سے ہر روز پانسو تجارتی جہاز کل دنیا کے مختلف حصص میں جاتے ہیں ؛

جاپان کی آبادی برطانیہ عظمیٰ کی آبادی سے ۵۰ لاکھ زیادہ ہے اگر اسمیں فارموز اور دیگر مقامات شامل کئے جائیں تو چھ برس پہلے جاپان کی آبادی ۴ کروڑ ۶۵ لاکھ تھی۔ اسوقت اسکی آبادی میں ۵ لاکھ فی سال اضافہ ہوتا تھا۔ جاپان میں کئی ایک بڑے بڑے شہر بھی ہیں۔ ٹوکیو میں ۱۵ لاکھ کی آبادی ہے۔ اوساکا میں ۸ سے ۹ لاکھ کے درمیان کی آبادی ہے۔ اور قریباً بیس شہر ایسے ہیں جنکی آبادی ۵۰ ہزار سے بھی زیادہ کی ہے ؛

یورپ کی اقوام میں سے اہل ناروے اور سویڈن کی عمر میں سب سے زیادہ ہیں اور ہسپانویوں کی سب سے کم۔ جدید فارن نقشہ سے ذیل کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ سویڈن اور ناروے کے باشندوں کی اوسط عمر ۵۰ برس۔ انگلستان کی ۴۵ برس ۳ ماہ بلجیم میں ۴۴ برس ۴ ماہ۔ فرانس میں ۴۳ برس ۶ ماہ۔ آسٹریا ۳۹ برس ۸ ماہ۔ پرشیا اور اٹلی میں ۳۹ برس۔ بویریا میں ۳۶ سال ہسپانیہ ۳۲ سال اور ۴ ماہ اوسط عمریں ہیں ؛

ولایت میں ایک ۵۴ سال کی عمر کا ایک دہقان ہے جسکی قوت ناطقہ سنہ ۱۸۷۸ء میں بسبب ٹائیفائیڈ فیور کے جاتی رہی تھی۔ ایک دفع جب وہ جاڑے کے دنوں میں اپنے حسب معمول کھیت میں کام کر رہا تھا تو شدت سردی سے وہ ناگہاں بیہوش ہو گیا۔ حسن اتفاق سے کئی ایک مسافر اس راستہ سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے اسکی مدد کی اور اسکو ہوش میں لائے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جب وہ ہوش میں آیا تو وہ پھر بولنے لگ پڑا ؛

ساحل سمندر کے نزدیک تار برقی کی تاریں چالیس برس تک چلتی ہیں۔ مگر اُن اضلاع میں جہاں پر صنعت حرفت ہوتی ہے وہی تار قریباً ۱۰ برس یا اس سے بھی کم دیر تک چلتی ہیں ؛

تمام مسلمان لوگ گھنٹوں کی آواز سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ان کا گمان ہے کہ اس سے شیاطین فراہم ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انکی مساجد میں گھنٹیاں یا گھنٹے مستعمل نہیں ہوتے ؛

جرمنی کے ایک اخبار میں مرقوم ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں یورپ کی آبادی میں قریباً ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ کا اضافہ ہوا جس میں سے روس میں ۱ لاکھ ۴ کروڑ اور فرانس میں ایک لاکھ سے کم اضافہ ہوا ؛

لودیانہ میں چلتی چلتی عورت کو بچہ پیدا ہوا ؛

مراسلات

(نمبر ۴)

(۷) اپنے بچوں کے لئے دعا کرو۔

جب تم سب کچھ جو تم سے ہو سکا کر چکے ہو یعنی انہیں عمدہ جسمانی اور عقلی اور اخلاقی اور مذہبی ترتیب دے چکے ہو اور ان کے لئے گھر کو خوشنما بنا لیا ہے تو بھی ایک بات اور باقی رہ گئی ہے۔ وہ یہہ ہے کہ خدا سے منت کرو کہ وہ تمہارے بچوں کو اور تمہاری کوششوں میں تمکو برکت دیوے۔ اُن کے غلطی کرنے اور بہک جانے کا ایسا بھاری خطرہ ہے۔ آزمائشیں جو چاروں طرف سے انپر حملہ کرتی ہیں ایسی بہت اور سخت اور پھسلانیوالی ہیں اُن کی بچپن کی زندگی کے اثر اور وہ ارادے جو کہ وہ اس وقت باندھتے ہیں یہاں تک بڑھکر ہمیشگی کو پہنچتے ہیں کہ انکو دعا مانگنے والے باپ اور دعا مانگنے والی ماں کی دعاؤں کے ساتھ ہمیشہ گرفتہ رہنا ضرور ہے ؛

ہم میں سے بہتیرے جو پیچھے مڑکر زندگی کی برکتوں کو بڑے تحمل کے ساتھ دیکھتے ہیں اپنے دونوں ہاتھوں کو سچائی کے ساتھ اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم خدا کا شکر کرتے کہ ان ساری برکتوں کے سبب ہمارے دعا مانگنے والے والدین تھے ؛

جب میں چودہ برس کی عمر کا تھا تو میں اپنے گھر سے ۱۰۰ میل پر مدرسے میں تعلیم پانے کے لئے گیا روانہ ہونے سے ایک رات پیشتر جب میں سونے کے لئے پلنگ پر گیا تو میں نے سنا کہ میری ماں دبے پاؤں میرے کمرے میں آ گئی مجھے سوتا سمجھکر اُس نے میرے پلنگ کے پاس گھٹنے ٹیک دیئے اور میرے لئے یوں دعا کی کہ اے خدا تو اسکی نگہبانی کر اور اُسے اُن برائیوں سے جو اُس کے راستے میں اُسکو گھیرینگی محفوظ رکھ یہہ

دعا اُن کل سالوں میں جو اس وقت سے اب تک گذرے میرے ساتھ رہیں اسی سے میری زندگی سدھر گئی؛

ہر روز اپنی کوٹھری میں اپنے بچوں کے لئے نام بنام دعا مانگو۔ اُن کے لئے خاندانی پرستش کے مقام پر دعا مانگو۔ بعض دفعہ اُن کو اس مقام پر جہاں تنہا ہی میں دعا مانگتے ہوئے جاؤ اور ساتھ ملکر اُن کے لئے بھی دعا مانگو۔ اُن کو اپنے ساتھ گرجوں اور سنڈے سکولوں میں بھی لیجاؤ (Bushnell) بشنیل منسٹر کی والدہ اپنے ہر ایک بچے کو باری باری اپنی کوٹھری میں لیجایا کرتی تھی اور اپنا ایک ہاتھ بچے کے سر پر اور دوسرا کھلی ہوئی بائیبل پر رکھ کر خدا کے وعدوں کو جو ایماندار والدین کے حق میں ہیں پیش کرتی تھی۔ بے شک اُس کے تمام بچے مسیحی اور سوسائٹی کے مفید شہر کا نکلے؛

شاید تمہارے بچے برگشتہ ہو گئے ہیں شاید وہ اب بھی قیدخانوں یا اصلاح کے مدرسوں میں ہیں۔ اگر تم ہی اُن کے لئے دعا نہ مانگو تو کون مانگیگا جب تک کہ تم اور وہ زندہ ہیں ہمیشہ اُن کے لئے دعا مانگو اے والدین کیا یہ کام تمہیں مشکل معلوم دیتا ہے کہ ان کل فرائض کو امانتداری کے ساتھ پورا کرو۔ جو بچوں کی نسبت ہیں اگر ایسا ہو تو میں خاتمے پر تمہارے غور کرنے کے لئے دو تصویریں کھینچتا ہوں؛

ایک تصویر تو ایک بوڑھے باپ اور بوڑھی ماں کی ہے جن کے بہت سے بچے تھے۔ انہیں خدا کے خوف میں تربیت کرنے کے بجائے انہوں نے اُن کو گاؤں کی سب سے خراب صحبت میں پڑ جانے دیا۔ اپنے گھر کو دلکش نہ بنایا۔ وہ صرف ایسی جگہ تھی جہاں وہ کچھ کھانا کھا کر سو رہتے تھے۔ لڑکوں نے قسم کھانا لڑنا اور شراب پینا سیکھا۔ لڑکیاں ایسی تھیں کہ تم میں سے کوئی اپنی لڑکیوں کو انکی صحبت میں رکھنا پسند نہ کریگا ایک نہ ایک طریقہ سے انہوں نے اپنے تئیں اور اپنے والدین کو بے عزت کیا ان میں سے کوئی بھی سوسائٹی کے لئے زینت کا باعث نہ بنا۔ وہ صبح اٹھکر اپنے والدین کو مبارکباد نہیں دیتے وہ اُن کے بڑھاپے میں اُن کے لئے سہارا اور خوشی نہیں ہیں۔ اس خاندان میں کوئی دعا کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ نہ تو والدین اور نہ بچے اتوار بائیبل یا گرجے کی پرواہ کرتے ہیں قریب ہی ایک اور خاندان رہتا تھا جو پہلے کی مانند غریب مگر نہایت ہی دیندار تھا بچے جو اس خاندان میں بہت سے تھے راہ راست میں تربیت کئے گئے تھے انکا گھر خوشنما بنایا گیا تھا محبت اس گھر پر حکمران تھی۔ سلامتی فراوان تھی اور خوشی ہر ایک دل میں موجود رہتی تھی۔ خدا کا خوف غالب تھا۔ اس کا سبت یاد رکھا جاتا تھا اور اُس کے کلام کا مطالعہ ہوتا تھا۔ اعتماد اور ہمدردی والدین اور بچوں کے درمیان رائج تھی۔ سب بچوں نے عمدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ سب کے سب مفید کام میں لگے ہوئے تھے اُن میں سے بعض فیض یابی کے اعلیٰ درجوں پر ممتاز تھے۔ وہ اب سوسائٹی کے لئے زینت کے باعث ہیں اور ہر ایک جو اُن سے واقف ہے اُن سے محبت رکھتا ہے وہ صبح ہی اٹھکر اپنے والدین کو مبارک بادی دیتے ہیں اور والدین بھی اپنے بڑھاپے میں خوشی اور خرمی کے ساتھ انپر سہارا کرتے ہیں اُس جانفشانی اور امانتداری اور لگاتار دعا کے سبب جس سے اُن سے اپنے بچوں کو تربیت کیا اب انکو ہزار گنا اجر ملا ہے۔ وہ زمین پر مبارک اور آسمان میں بھی بے شک ایک خاندان ہو کر رہینگے

ان دو تصویروں کے نمونے ہر طرف اور ہر زمانے میں کھینچے جا سکتے ہیں اُن میں سے کون سی تصویر تمہاری ضعیفی کے کمرے کی دیواروں میں لٹکائی جاوے اور کونسی تمہارے لئے بقا کے تصویر خانے میں لگائی جاوے؟

خانگی تعلیم کے قاعدے

مفصلہ ذیل قاعدے اس لائق ہیں کہ سنہلے حروف میں چھاپے اور ایک خاندان میں علانیہ رکھے جاویں؛

(۱) اپنے بچوں کے دلوں پر شروع ہی سے کامل فرمانبرداری کی ضرورت کو ذہن نشین کرو؛

(۲) سختی کو نرمی کے ساتھ ملاؤ۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ سمجھاؤ کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ کرتے بھی ہو؛

(۳) کبھی ان سے کسی ایسی بات کا وعدہ نہ کرو جس کے وفا کرنے کا تمہیں کامل یقین نہ ہو؛

(۴) اگر تم چھوٹے بچے سے کوئی کام کرنے کو کہو تو اُسے بتاؤ کہ کس طرح سے اُسے کرنا ہے اور اُسے اس کام کو پورا کرنے کی تاکید کرو۔

(۵) اپنے بچوں کو ہمیشہ سزا دو جبکہ وہ خود سر ہو کر نافرمانی کریں لیکن غصہ میں کبھی انکو سزا مت دو؛

(۶) کبھی انپر ظاہر نہ ہونے دو کہ وہ تمہیں ناراض کرتے ہیں یا تمہارے تحمل کو کھو دیتے ہیں؛

(۷) اگر وہ ڈھٹائی یا بدمزاجی کو راہ دیویں (کریں) تو جبتک وہ ٹھنڈے نہ ہو لیں تب تک صبر کرو۔ تب بڑی نرمی کے ساتھ انکو اس نامناسب حرکت کی نسبت سمجھاؤ؛

(۸) یاد رکھو کہ حال کی تھوڑی سی سزا جبکہ موقع پر دی جائے اس زیادہ سزا کی دھمکی سے بہتر ہے جو دوبارہ ایسا ہی قصور کرنے سے دی جاویگی۔

(۹) کبھی اپنے بچوں کو کوئی چیز اس لئے مت دو کہ وہ اس کے لئے روتے ہیں؛

(۱۰) کسی صورت سے تم انہیں اس کام کے کرنیکی اجازت مت دو جسے تم پہلے منع کر چکے ہو؛

(۱۱) انہیں سکھاؤ کہ نیک ظاہر کرنے کا سب سے زیادہ آسان اور یقین طریقہ یہ ہے کہ حقیقت میں نیک ہو؛

(۱۲) انہیں ایسی عادت ڈلواؤ کہ وہ اپنے چھوٹے بیانوں کو بالکل سچائی کے ساتھ کریں؛

(۳) چغلی کھانیکی کبھی اجازت مت دو۔

(۴) انہیں سکھاؤ کے وہ خود انکاری کریں اور خود غرض غصہ ور اور بدلہ لینے والے نہ بنیں۔

"یوزآسف کی قبر"

(نوشتہ شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے از لنڈن)

چند سال ہوئے پنجاب کی اخباری دنیا میں اس بارہ میں بہت بحث رہی تھی کہ کشمیر میں جو ایک مزار یوزآسف نبی کے مزار کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کی اہل کشمیر بہت تعظیم کرتے ہیں۔ وہ کس کا مزار ہے۔ اس بحث کا آغاز ایک دعوے سے ہوا تھا جو قادیان میں کیا گیا تھا۔ کہ یہہ قبر مسیح کی ہے۔ اور یہہ کہ جناب مسیح اپنے وطن سے واقعہ صلیب کے بعد بھاگ کر کشمیر آگئے تھے اور کچھ دن زندہ رکھکر وہیں مدفون ہوئے۔ جو دلائل اس خیال کی تائید میں پیش کی جاتی تھیں وہ حسب ذیل تھیں۔

(۱) یہہ نام یہودی ناموں سے بہت ملتا جلتا ہے بلکہ خاص لفظ "یسوع" سے جو مسیح کے نام کا حصہ ہو آواز میں بہت مشابہ ہے۔

(۲) اہل کشمیر اس بزرگ کے حالات کچھ نہیں بتا سکتے گو اُسکو نبی کہتے ہیں۔ اور کشمیر کے کسی نبی کا ذکر کہیں روایات میں موجود نہیں۔

اگر یہہ خیال ایک خیال کی حد تک رہتا تو چندان مضائقہ نہ تھا۔ مگر اس نے دعوے کی صورت اختیار کی اور اس دعوے کی بنیاد پر اور بعض دعوے قائم ہوئے اس لئے متلاشیان حق پر اسکی تفتیش لازم آئی۔ مجھے ایک روایت اس بزرگ کے حالات کے متعلق ملی ہے جسے میں اُن لوگوں کے فائدہ کے لئے جو ایسے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ نقل کرتا ہوں۔

"لنڈن کے مشہور کتب خانہ برٹش میوزیم میں ایک پرانی قلمی کتاب رکھی ہے جس کا نام "یوزآسف و بلوہر" ہے۔ میرے کان میں چونکہ یہہ نام پڑچکا تھا اور مجھے اس کی حقیقت معلوم کرنے کی ٹوہ تھی۔ اس لئے میں نے اس کتاب کو پڑہا۔ ممکن ہے کہ جو روایت اسمیں درج ہے یہہ بعض محققوں کو پہلے سے ہی معلوم ہو اور شاید اس بحث کے زمانہ میں کہیں نہ کہیں اس کا حوالہ بھی دیا گیا ہو۔ لیکن چونکہ وہ میری نظر سے نہیں گزرا اس لئے میں جانتا ہوں کہ یہہ معلومات کئی لوگوں کے لئے جدت کا لطف رکھینگی اور محقق طبائع کے ہاتھ میں تحقیق کا ذریعہ ہونگی۔

اس روایت میں بزرگ موصوف کو ایک ہندی شہزادہ بیان کیا گیا ہے اور اس کا مدفن صاف طور پر کشمیر لکھا ہے۔ عجیب بات یہہ ہے کہ اس بزرگ کی ابتدائی زندگی کی کہانی گوتم بدھ کی کہانی سے بہت ملتی ہے اس شہزادہ کے باپ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ بہت بڑا متکبر اور نفس پرست تھا اور دنیاوی جاہ و جلال کا ایسا فدائی اور بت پرستی میں ایسا مستغرق تھا کہ اُسے باخدا لوگوں سے جو دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے اور آخرت کی فکر میں زندگی بسر کرتے تھے نفرت تھی اسے دنیا کی سب نعمتیں میسر تھیں مگر بیٹے سے محروم تھا لڑکیاں تو کئی پیدا ہوئیں مگر لڑکے کی آرزو میں رہتا تھا۔ آخر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی نسبت اس پر وہ بادشاہ بہت گھبرایا اور حکم دیا کہ اُسے ایسی طرح سے پرورش کیا جائے کہ اُسے یہہ معلوم بھی نہ ہوسکے کہ مرنا کیا ہوتا ہے اور یہہ فکر بھی نہ ہو کہ پس مرگ کیا ہوگا۔ تاکہ یہہ پیشگوئی غلط ہو جائے اس اہتمام کی کیفیت کتاب مذکور میں یوں درج ہے:۔

"پس امر کرد کہ شہرے را برائے آن پسر خالی کردند و جمعے را کہ اعتماد بر ایشان داشت از دایہ گان و خدمتگاران برائے او مقرر فرمود و سفارش نمود کہ ایشان درمیان خود سخن مرگ و آخرت و اندوہ و مرض وفنا و زوال مذکور سازند۔ تا آنکہ زبان بایں سخنان معتاد نہ شود و این معانی از خواطر ایشان محو گردد و ایشان را کہ چون آن پسر بحد تمیز رسد ازیں باب سخنان نزد او مذکور نہ سازند کہ مبادا در دل او تاثیر کند و امور دین و عبادت راغب شود"۔

مگر تقدیر رنگ لائی۔ اور ہوش سنبھالتے ہوئے شہزادہ یوزآسف کا دامن دل اس شوق نے کھینچا کہ باہر کی دنیا دیکھیں۔ باصرار باپ سے اجازت لی۔ ناچار بادشاہ کو ماننے ہی بنی۔ مگر پھر بھی یہہ انتظام کیا کہ اسے کوئی ایسی چیز سیر میں نظر نہ آئے جس سے اس کے دل پر چوٹ لگے لکھا ہے:۔

"امر کرد بادشاہ کہ پسر را سوار کنند بانہایت زینت و دور گردانند از راہ او ہر امر خوش را۔ و در تمام راہ برائے او اسباب لہو و طرب را از دف و نے وغیر آن مہیا کنند چنیں داد سوار شود بعد ازاں بسیار سوار میشد۔ روزے موکلان ازو غافل شدند براہے عبور نمود۔ دو کس از گدایاں دید کہ یکے از انہا ورم کردہ بود و بدنش و رنگش زرد شدہ بود و آب در رنگش رفتہ بود و منظرش بسیار قبیح و بدریخ گردیدہ بود و دیگرے نابینا کہ دید دیگرے دست او را گرفتہ براہ می برد۔ و چوں پسر بادشاہ ایشاں را دید۔ بر خود بلرزید و از حال ایشان سوال نمود۔ پرسید کہ آیا ایں کوفت و علت ہا درمیان مردم بسیارے باشد۔ گفتند بلے۔ گفت آیا کسے ہست کہ ازیں بلا ہا ایمن باشد گفتند نہ۔ پس دران روز غمگین و محزون و گریاں بخانہ باز آمد۔ بعد از چند روز دیگر سوار شد۔ در اثنائے راہ مرد پیرے را مشاہدہ نمود کہ از پیری منحنی شدہ بود و ہیئتش تغیر گردیدہ و موہایش سفید شدہ بود و رنگش سیاہ بود و پوستہائے بدنش درہم کشیدہ شدہ بود و گامہا را کوتاہ می گزاشت از ضعف پیری

از دیدن او بسیار متعجب شد۔ وہ از حال او پرسید۔ گفتند این حالت پیری است گفت در چند وقت آدمی باین مرتبہ مے رسد۔ گفتند۔ در صد سال یا مثل آن پرسید کہ بعد ازیں چہ حال نہ باشد۔ گفتند مرگ پس باین سبب حزن و اندوہ بر او غالب شد و دل بر ترک دنیا و خواہشات دنیا گذاشت "۔

جب شہزادہ کے دل میں ترک دنیا کا عزم مصمم ہو چکا اور اس کو دین کے راستے میں کسی رہبر کی تلاش ہوئی تو ایک باخدا حکیم بلوہر نامی سراندیپ سے آیا اور تاجر کے لباس میں اس کے حضور میں باریاب ہوا۔ باتوں باتوں میں یگانگت مذاق کا پتہ چل گیا۔ پھر کیا تھا مہینوں صحبت رہی حکیم نے قابل شاگرد کی تعلیم اس زمانہ میں تمام کر دی۔ اور رخصت ہو گیا۔ اور اس کے بعد شہزادہ تخت و تاج پر لات مار کے گھر سے نکل کھڑا ہوا اس سفر میں ملائیکہ ایزدی نے نور حق کی روشنی اُسے دکھائی اور ہدایت خلق پر مامور کر کے اُسے واپس بھیجا ؁

بعد ازاں برگشت بزمین سولابط کہ مملکت پدرش بود چوں پدرش خبر قدوم او را شنید با اشراف امراء و اعیان مملکت باستقبال او بیرون آمد و او را گرامی داشت جمیع بخدمت او آمدند و بر او سلام کردند و نزد او نشستند۔ پس سخنان بسیار با ایشان گفت و موانست و مہربانی نسبت بہمگی نمود و گفت گوشہائے خود را بامن دارید و دلہائے خود را از غرض ہائے فاسد فارغ سازید برائے استماع این سخنان حکمت ربانی کہ نور بخش جانہا ست و قوت یابید بعلمے کہ دلیل و راہنمائے شما ست براہ نجات و عقلہائے خود را از خواب غفلت بیدار سازید۔ و بدانید کہ آنچہ من شمارا بآن دعوت می نمایم دین حق ست "؁

اس ابلاغ سے فارغ ہو کر یوز آسف نے مختلف ولایات کا سفر کیا۔ اور آخر کار کشمیر میں آ بسا۔ چنانچہ کتاب کے قریب لکھا ہے :۔

پس از انجا سفر کرد و بہ شہرہائے بسیار رفت و مردما را ہدایت فرمود تا آخر بہ شہر کشمیر رسید پس زمین کشمیر را آباد ان کرد و تمام مردم آن ولایت را ہدایت نمود و در آنجا ماند تا آنکہ اجلش در رسید۔ و روح پاکش از بدن خاکی مفارقت نمود و بعالم انوار پیوست ؁

اس کتاب کے شروع میں اس روایت کے معتبر ہونے کے متعلق یہہ بتایا گیا ہے :۔

کہ ابن بابویہ در کتاب کمال الدین و تمام النعمہ بسند خود از محمد بن ذکریا روایت کردہ است کہ بادشاہے بود در ہندوستان الخ تو یہہ روایت کسی طرح سے خاص دلچسپی رکھتی ہے مگر یوز آسف و بلوہر کے مکالموں نے جو مذہب کے بنیادی مسئلوں کے متعلق ان میں ہوتے رہے اس کتاب کی دلچسپی کو اور بڑھا دیا ہے اور اس کو پڑھنے کے بعد جو اثر پڑھنے والا لیکر اٹھتا ہے وہ یہہ ہے کہ یوز آسف کی قبر جو کشمیر میں ہے ایک ایسے کامل کی خاک اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے جس کی توجہ سے کشمیر نے ایک زمانہ میں نور ہدایت حاصل کیا اور جس کا خاص کام کشمیر میں تھا۔ نہ کہ کوئی ایسا بزرگ جو اپنی زندگی کا کام کسی اور جہہ دنیا میں پورا کر کے آخر اپنی تعذیب کرنے والوں سے جان بچا کر کشمیر میں آکر پناہ گزین ہوا ؁

(راقم عبد القادر از لنڈن)

ماہ مئی میں جو کپاس ہندوستان سے بیرونجات کو گئی ۱۲ لاکھ ۴۲ ہزار ۱۳ ۷ ہنڈرڈ ویٹ تھی۔ گندم ۳۶ لاکھ ۹۰ ہزار ۱۰۹ ہنڈرڈ ویٹ۔ السی ۹ لاکھ ۴۷ ہزار ۲۸۶ ہنڈرڈ ویٹ۔ نیل ۶۴۰ ہنڈرڈ ویٹ۔ چاء ۲۱ ہزار ۱۶۳ ہنڈرڈ ویٹ۔ چاول ۶ لاکھ ۵۳ ہزار ۶۳۰ ہنڈرڈ ویٹ ؁

ڈیر ایڈیٹر نور افشان

جناب من۔ چونکہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ نام میں بہت کچھ مطلب بھرا ہوا ہوتا ہے اس لئے میں خصوصاً ہندوستانی اور انگریزی ہر دو پاسٹروں اور سربر آوردہ لوگوں سے یہہ عرض کرتا ہوں کہ آپ بالضرور اپنی توجہ ہم مسیحیوں کے نام کی حقیقت کیطرف مبذول فرما دیں گے جو اردو اور پنجابی ہر دو میں مستعمل ہے۔

جب میں پہلی دفعہ پنجاب میں آیا تو دیکھا کہ ہمارے مخالفین ہمکو کرانی کے نام سے پکارتے تھے ہم نے اس نام کو اس وقت بالکل نامنظور اور ترک کر دیا۔ لیکن جب قریباً پانچ برس گذر گئے تو لوگ ہمیں عیسائی پکارنے لگے۔ اور میں بڑا افسوس کرتا ہوں کہ ہم میں سے بہت اُس کو قبول بھی کرتے ہیں۔ ہم نہ صرف عیسائی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہیں۔ یونی ٹیرین دراصل عیسائی ہیں اور ہمارے برہمو دوست بھی عملاً مگر برائے نام عیسائی ہیں۔ لیکن انطاکیہ میں شاگرد عیسائی نہیں کہلاتے تھے بلکہ مسیحی۔ یہہ ایک متفرق نام ہے اور نام عیسائی کی بہ نسبت زیادہ موزوں اور پر معنی ہے۔ نام عیسائی پرانے نام ناصری کی شکل کم و بیش طنز آمیز ہے۔ غیر تو میں ہمکو البتہ اس نام سے بلا دیں تو بلا دیں مگر ہمکو اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ کوئی مسلمان اپنے آپکو محمدی کہلانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض ایک آدمی کا پیرو ہے ٹھیک اسی طرح لفظ عیسائی ہے۔ البتہ یہہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ اگر ہم کسی نام سے پکارے جاویں تو اُس سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ مگر میں بڑی دلیری سے اس قسم کے ہر ایک خیال سے کنارہ کر سکتا ہوں اور یہہ دعوی کرتا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح عمل درآمد کرتے رہیں اور اپنا حقیقی نام مسیحی اپنے اوپر عاید نہ کریں تو ہمارا

بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس نام سے اسکی الوہیت اور کام کا اظہار ہوتا ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ میں نے اس امر پر اور کچھ بھی ذکر کرنا ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ اس پر اور زیادہ زور دوں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص اسکی اور زیادہ تشریح کرے۔ ورنہ میں اس پر اور کچھ تحریر دوں گا۔

۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء — آپکا دیانتدار

لبادری، ای۔ الیف۔ ای دگرم

مسیح مصلوب

پیسہ اخبار مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء (شیخ) عبدالواحد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص شمعون نامی جو مسیح کی صلیب اٹھا کر لے گیا تھا۔ بجائے مسیح مصلوب ہوا۔ شیخ صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں انجیلوں کے نام تو لیتے ہیں۔ مگر باب و آیت نہیں دیتے۔ میں انکی اور اُن کے ہم خیال اصحاب کی غلط فہمی کے دور کرنے کے لئے ذیل کی آیاتِ انجیل سے ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مصلوب ہوا۔ نہ کہ شمعون۔ اور واقعی مصلوب ہوا۔ نہ کہ وہم و گمان میں۔ آیات اناجیل در ثبوتِ تصلیب مسیح۔ (۱) مسیح کی صلیب کے اوپر نوشتہ جرم یہہ تھا۔ یہہ مسیح یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ متی باب ۲۷ آیت ۳۷۔ انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۹ شمعون کی بابت یہہ کتابہ کیسے لکھا جا سکتا تھا۔ جبکہ اُس کا یہہ دعویٰ نہ تھا۔ (۲) یہود نے کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اُتر آ۔ انجیل متی باب ۲۷ آیت ۴۰۔ مرقس کی انجیل باب ۱۵ آیت ۳۲۔ کیا یہود شمعون کی بابت یہہ کہہ سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ (۳) مسیح نے بلند آواز سے پکار کر جان دی۔ انجیل متی باب ۲۷ آیت ۵۰۔ مرقس باب ۱۵ آیت ۳۷۔ اس طرح عبارت کو پڑھ کر نہ شیخ صاحب کو نہ مرزا غلام احمد صاحب کو۔ نہ کسی اور کو تصلیب مسیح پر شک رہیگا۔ (۴) سرکاری محافظ جو اس کام کے لئے تعینات تھا کہ دیکھے کہ مسیح مصلوب ہو رہا ہے۔ نہ کہ کوئی اور یوں بیان کرتا ہے۔ درحقیقت خدا کا بیٹا تھا۔ انجیل متی باب ۲۷ آیت ۵۴۔ کیا غیر متعصب رومی کی چشم دید شہادت کے سامنے کسی غیر متعصب متلاشی حق کو تصلیب مسیح پر شک رہ سکتا ہے۔ یا کیا اُس نے یہہ شمعون کی بابت کہا۔ ہرگز نہیں۔ بھلا شمعون کو خدا کا بیٹا کس طرح کہتا جبکہ شمعون کا یہہ دعویٰ ہی نہ تھا۔

(۵) سردار کاہن دیگر مسیح کو ٹھٹھا کر کے کہتے تھے۔ کہ اُس نے دوسروں کو بچایا۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں بچاتا۔ انجیل متی باب ۲۷ آیت ۴۲۔ انجیل مرقس باب ۱۵ آیات ۳۱-۳۲ شمعون نے کبھی کسی کو نہیں بچایا۔ مگر مسیح نے لعزر کو بچایا یا جلایا اور بہتوں کو چنگا کیا۔ پس یہہ بات مسیح کے لئے کہی گئی جس سے نتیجہ نکلا۔ کہ مسیح مصلوب ہوا۔ نہ کہ کوئی اور شخص (۶) یوحنا رسول مسیح کے بارہ رسولوں میں سے ایک تھا۔ اور مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت صلیب کے پاس کھڑا تھا۔ (دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۲۶) وہ کہتا ہے کہ میں نے مسیح کو مصلوب ہوتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ (دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۵) اور لکھا ہے۔ چنانچہ دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۰۔ اب ناظرین آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان چشم دید تواریخی شہادتوں کے سامنے شیخ عبدالواحد یا مرزا غلام احمد یا کسی اور کی خیالی باتوں کو کون یقین کریگا۔ محقق تو کوئی یقین نہ کریگا۔ مگر متعصب لوگوں کے لئے اپنی ہٹ کو چھوڑنا ناممکن کے قریب ہے۔ (۷) اس کے ساتھ ہی میں بائبل میں سے حوالہ جات دیتا ہوں۔ جو مسیح کے مارے جانے کی سینکڑوں برس پیشتر سے خبر دیتے ہیں ہر ایک محقق کے دل میں سے مسیح کے مصلوب ہونے کی بابت اگر ذرا بھی شک ہوگا۔ تو دور ہو جاویگا۔ (الف) مسیح کی موت کے وقت اس کے کپڑوں کے تقسیم ہونے اور اس کی تحقیر کئے جانے کی بابت داؤد نبی زبور ۲۲ میں صاف بیان کرتا ہے۔ (ب) اور ذکریاہ نبی اپنی کتاب کے باب ۱۲ آیت ۱۰ میں مسیح کی بابت جو کلام اللہ ہے۔ یوں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ یعنی یہود مجھے یعنی مسیح کو جسکو انہوں نے یعنی یہود نے چھید ا (بوقت تصلیب) ہے۔ تاکینگے (بوقت آمد ثانی) (ج) مسیح کی موت و مصیبت کا مفصل ذکر یشعیاہ نبی نے اپنی کتاب کے ۵۳ باب میں کیا ہے۔ جسکو پڑھکر ہر ایک محقق شخص مانیگا۔ کہ مسیح ضرور دنیا کے گناہوں کے لئے مصلوب ہوا۔ (د) شاید مذکورہ بالا حوالہ جات توریت کی تعبیر کسی نہ کسی طور پر ہمارے متعصب اصحاب کر دینا پسند کریں۔ اور اپنی ضمیروں کو جھوٹی تسلی دیں۔ مگر صحیفۂ دانیل باب ۹ آیات ۲۵-۲۶ کی تو کوئی تعبیر ہاتھ نہ آئیگی جہاں پر صاف لکھا ہے۔ کہ مسیح قتل کیا جاویگا۔ نہ اپنے واسطے حاصل کلام اے بھائیو میں نے اپنے وہم و خیال سے کچھ نہیں کہا۔ جسے شیخ عبدالواحد صاحب بجائے مسیح شمعون کو مصلوب کرواتے ہیں۔ یا مرزا غلام احمد صاحب انکو زندہ گردان کر سری نگر میں انکی قبر ٹھہرا صداقت سمجھتے ہیں۔ بلکہ میں نے جو کچھ کلام کیا ہے۔ ہدایت و نور یعنی انجیل و توریت کے موافق حکم کیا ہے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا۔ تو فاسق ہوتا۔ (دیکھو قرآن سورہ مائدہ رکوع ۷ آیات ۴۸-۵۱) اب جب کہ بقول قرآن میں نے صداقت سے اظہار ہدایت و نور کیا ہے۔ اگر کوئی ہدایت پذیر و نور یافتہ نہ ہو۔ اور تصلیب مسیح پر ایمان نہ لاوے تو اُس کا گناہ اُسی کے سر پر ہوگا۔ فقط راقم جے۔ ذلیل۔ کوہری

آریہ بھائیوں کی اخلاقی دلیری

مذکورہ بالا سوالات کی ایک نقل میں نے جلسہ کے شروع میں باقاعدہ صاحب سکرٹری کو دی جنہوں نے پکا وعدہ کیا کہ جلسہ کے اختتام سے پہلے ضرور جواب ملجاویگا مگر جلسہ ختم ہوئے آج چھ دن ہو گئے مجھے جواب سے جواب ہے۔ چونکہ ان اصحاب کی اخلاقی دلیری مجھے اچھی طرح سے معلوم تھی اور اُن کے اقرار پر بڑا شک تھا اس لئے میں نے سوالات کی ایک نقل اپنے پاس رکھ لی تھی جو کہ بجنسہ آپ کے اخبار میں مشتہر ہونے کے لئے روانہ کرتا ہوں تاکہ ایسے فرضی ریفارمران ملک سے عوام الناس متنبہ رہیں۔ ماسوائے اس کے جتنے لکچرار گروکل جالندھر وغیرہ سے تشریف فرما ہوئے تھے ان میں سے مہاشی رام دیو بی۔ اے پروفیسر اوف انگلش گروکل اور مہاشی وزیر چند ایڈیٹر ست دھرم پرچار جالندھر بڑے محقق مانے گئے جیسا کہ لکچر کے شروع ہونے کے پہلے سری صاحب نے اظہار بھی کیا ہے۔ مگر افسوس ہے ایسے محققوں پر اور ایسے مذہب پر جسمیں ایسے محقق ہوں جو ذیل کی سی فاش غلطیاں کریں اور غلط نتیجے نکالیں جب ان سے کہا گیا کہ آپ نے بالکل غلط حوالہ جات لکچر میں دئیے ہیں تو فرمانے لگے کہ انسان سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ مباحثہ کے لئے آپ لوگوں نے کوئی وقت نہ رکھا تھا۔ اس لئے میں نے تحریری سوالات دیکر تحریری جوابات طلب کئے تھے جو کہ نہ دئیے گئے

چندے از غلط بیانات دوران کے لکچرات یہہ ہیں:-

(۱) مذکورہ بالا ہر دو لکچراران نے بیان کیا کہ انجیل میں عورتوں کے ساتھ سلوک کی بابت یوں لکھا ہے کہ اُن سے غلامانہ سلوک کیا جاوے:-

ان محقق اصحاب کو مناسب تھا کہ بیان کرنے سے پہلے انجیل کے بیانات افسی باب ۵ آیت ۲۲ افسی باب ۵ آیت ۲۸۔ اول پطرس باب ۳ آیت ۷ وغیرہ کو دیکھ لیتے جہاں عورتوں کو ایسا مناسب مرتبہ دیا گیا ہے جو کسی مذہب میں نہیں ملا:-

(۲) عیسائیوں نے سکندریہ کی لائبریری جلادی اسپر محقق ہونے کا دعویٰ:-

(۳) عیسائی مذہب بدھ سے نکلا ہوا ہے حالانکہ بدھ کو ناستک پنڈت دیانند صاحب بھی مانتے ہیں اور بدھ کا طریقہ نجات نروان یا فنا ہے مگر مذہب مسیحی خدا پر پورے اعتقاد اور ہمیشہ کی زندگی کی تعلیم دیتا ہے

راقم جے دانیل از کوہ مری

سوالات تحریری از کمیٹی آریا سماج کوہ مری

بموقعہ سوم سالانہ جلسہ سماج مذکور جنکے جوابات تحریری مطلوب ہیں جنپر دستخط صاحب سیکرٹری و لکچرار ثبت ہوں:-

سوال اول۔ کیا چھوت چھات در بارہ خورد نی اشیاء ویدوں میں جائز قرار دیگئی ہے۔ یا ناجائز بمعہ حوالہ ثبوت دیجئے:-

سوال دوم۔ اگر ناجائز قرار دیگئی ہے تو آپ لوگ عملی طور پر ویدوں کی تعلیم کو کیوں رد کرتے ہیں۔ اور اُسپر عمل نہیں کرتے اس حالت میں آپ کے لکچر و اُپدیش سے کیا فائدہ سب فضول ہیں۔ اگر جائز قرار دیگئی ہے۔ تو کیوں یہہ امتیاز ہے۔ جبکہ بوقت تولد خدا نے کسی انسان کے اعضاء میں کوئی ظاہرا فرق نہیں رکھا۔ کہ اُس کے ساتھ برتاؤ میں کسی قسم کا پرہیز کیا جاوے۔ سوائے اس کے چھوت کے مسئلہ پر عمل کرنیسے ایک قوم دیگر اقوام سے کھلم کھلا میل جول نہیں کر سکتی لہذا ترقی خاطر خواہ نہیں کر سکتی۔ اس حالت میں ترقی کا مانع قانون دہندہ یعنی بقول آپ کے خدا ہے مگر خدا کسی قوم کی ترقی کا روکنے والا نہیں۔ ورنہ وہ خدا نہ ٹھہریگا۔ جو اپنی ہی قوم کا دشمن ہے:-

نیاز مند جے۔ دانیل ہیڈ ماسٹر مشن سکول گجرات پنجاب حال وارد کوہ مری

حیرت کی حیرانی

ہے کھڑا تشدد قلم تحریر حیرانی میں ہے
وہ کھچا نقشہ کہ خود تصویر حیرانی میں ہے
حق تو یہہ ہے یہہ وہ آئینہ حیرت نما
جس سے حیرت صورت تصویر حیرانی میں ہے

چند یوم ہوئے ہمارے پاس ایک کتاب جس کا نام اس مضمون کے عنوان میں درج ہے اور اس کتاب کا ایک اشتہار جسکے شروع میں وہ اشعار لکھے گئے ہیں جو میں نے اوپر لکھے ہیں پہنچی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب پر اپنی رائے اپنے مذاق کے موافق تحریر کروں لیکن قبل اس کے کہ کتاب کے متعلق کوئی رائے تحریر کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کو مصنف کتاب اور اس شخص سے جس کے بابت یہہ کتاب لکھی گئی ہے پوری طور پر انٹروڈیوس کرادوں تاکہ آیندہ مضمون یا کتاب کے ریویو سے پوری طور پر اُن کو دلچسپی حاصل ہو جاوے:-

مصنف کتاب منشی عبدالعزیز صاحب رکارڈ کیپر دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیر نہر جمن مغربی دہلی ہیں جو معقول تنخواہ پاتے ہیں اور اس کتاب کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھر سے بھی آسودہ حال ہیں کیونکہ انہوں نے مرزا حیرت کو اس کتاب کے تردید کردینے کی حالت میں پانسو روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے جس کے لئے ہر طرح سے اطمینان کرادینے کا بھی انہوں نے اقرار کیا ہے۔ منشی صاحب موصوف کا مرزا قادیانی سے پرانا تعلق ہے اس کے ساتھ ہی یہہ بھی عجیب بات ہے

کہ وہ مرزا حیرت کے بھی پرانے یار غاروں میں سے ہیں یہہ کتاب مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی کے ان مضامین کی تردید میں لکھی ہے جو انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کے تردید میں لکھے تھے ہمیں نہ مرزا حیرت سے کچھ غرض ہے نہ مرزا قادیانی سے کچھ واسطہ ہے دراصل دونوں ہمارے نزدیک ایک ہیں تاہم جو طرز اس رسالے کی تحریر میں اختیار کی گئی ہے وہ دراصل قابل تعریف ہے اس لئے کہ تمام اعتراضوں کے جواب منشی صاحب نے مرزا حیرت ہی کے مسلمات اور خود انہی کی تحریرات کے ذریعہ سے دیئے ہیں جن سے مرزا حیرت کے اخلاقی حالت کا پردہ بھی پوری طور سے اُٹھ جاتا ہے اور یہہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ بعض لوگ جو بڑے بڑے دعووں کے اسلامی رفارمیشن کا دعوےٰ کرتے کیسے جو فروش گندم نما ہوتے ہیں گویا مرزا حیرت دہلوی بھی باوجود اس کے کہ ہم لوگوں سے مناظروں کا بہت شوق رکھتے ہیں لیکن انکی حالت بھی جو فروش گندم نماؤں سے زیادہ اچھی نہیں ہے . . . . مرزا حیرت نے ہمارے سامنے عربی اسکول دہلی میں تعلیم پائی ہے لیکن خودی اور خود نمائی ان کے دماغ میں پورے طور پر اثر کر چکی اس لئے وہ نہ کبھی کسی استاد کو نہ کسی بزرگ کو خاطر میں لائے اس وجہ سے علم سے ہمیشہ کورے رہے اور سوائے ابتدائی چوتھی پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کرنے کے زیادہ آگے بڑھنا نصیب نہ ہوا یہی حال انکی عربی تعلیم کا رہا لیکن اسمیں شک نہیں ہے کہ طبیعت کی ذہانت جو قدرت نے انہیں عنایت کی ہے اسکی وجہ سے کسی شخص کو خواہ وہ کیسا ہی بڑے سے بڑا اور واجب التعظیم کیوں نہ ہو مقابلہ کرنے سے نہیں چوکتے چنانچہ میں اس وقت اُن کے اس مضمون پر مختصر سی بحث کرتا ہوں جو حیرت صاحب نے کرزن گزٹ مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۵ء پر لاہور کے بشپ اور ہم کی سُرخی سے لکھا تھا حیرت صاحب کا بیان لکھکر میں اپنا مختصر بیان لکھوں گا جس سے یہہ معلوم ہو جاویگا کہ میاں حیرت اپنے بیانات میں کس قدر راست گو ہوتے ہیں چنانچہ اپنے اس مضمون میں مرزا حیرت صاحب لکھتے ہیں کہ بشپ صاحب کا ہم سے خاص تعلق ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ ہم ان مذہبی مناظروں پر ایک نظر کریں جو کئی سال تک ہم میں اور بشپ صاحب میں خاص شہر دہلی میں ہوتے رہے؛

جب وہ لاہور کے بشپ ہوئے تو ہمیں خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا خوشی تو اس لئے کہ ہمارا دوست اتنے بڑے عہدے پر پہنچ گیا اور رنج اس لئے کہ ہماری محنت خاک میں مل گئی اور ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا میفرائے صاحب ایک نہ ایک دن امت مرحومہ میں داخل ہو جاینگے اگر میفرائے صاحب چندے یہاں اور رہتے تو ہماری یہہ امید ضرور سرسبز ہوتی اس لنترانی کے بعد حیرت صاحب لکھتے ہیں ہم نے ہندوستان بھر کے پادریوں سے بحث کی پر کوئی تاب مقابلہ میں نہ لا سکا سب ہمارے مقابلہ میں ہچکیاں لیتے رہے جب عماد الدین دہلی آیا تو ہم سے مناظرہ کا نام سنتے ہی اسکے ہوش اُڑ گئے تھے باوجود ہماری دعوت اور میفرائے صاحب کے اصرار کے ہوش اُڑ گئے اور پریشان ہو کر دہلی سے چلدیئے ہم چاہتے کہ مرزا صاحب کے ان مناظروں پر سرسری نظر کرلیں جنکی کیفیت یہہ ہے کہ جن ایام میں عالی جناب بشپ میفرائے صاحب یہاں رونق افروز تھے اپنے لیکچر کے بعد پبلک کو وہ موقع دیا کرتے تھے کہ جس کا دل چاہے ہر ایک مذہبی معاملے کی بابت ان سے استفسار کرلے مرزا حیرت صاحب کے دماغ میں ان دنوں مناظرہ کا بہت کچھ شوق تھا وہ اکثر برسرے مقابلہ ہوتے لیکن چونکہ علوم سے بالکل کورے تھے ایسی منہ کی کھاتے تھے کہ جس سے تمام پبلک حیران رہ جاتی تھی خصوصاً قرآن شریف کی آیتوں کو جب کبھی پیش کرنے کا موقع ہوتا تھا اسوقت آیتوں کے غلط پڑھنے سے آپ پر فرمائشی قہقہہ ایسا پڑتا تھا کہ حیرت صاحب سراسیمہ اور پریشان رہ جاتے تھے چنانچہ ایک دفعہ قل تالو میاں حیرت نے پڑھ دیا باوجود تکرار کے بھی اپنی غلطی کو نہ سمجھ سکے اور تعالو کے بجائے برابر تالو ہی پڑھتے رہے اور اس طرح سے اپنی قرآن دانی اور علمیت کو حاضرین پر اچھی طرح ظاہر کر دیا اس اثنا میں ایک دفعہ عالی جناب سر ولیم میور کا ذکر کرتے ہوئے حیرت صاحب نے بجائے میور کے مے ۔ ور کہا اور چند دوسرے انگریزی الفاظ کی بھی اسی طرح ٹانگ توڑی باوجود تکرار اور دوبارہ پڑھوانے کے اپنی غلطی نہ سمجھ سکے اور اسی طرح سے غلط الفاظ پڑھتے رہے جب بشپ صاحب نے مجبور ہو کر ان سے کہا کہ میں انگریزی بہت کم جانتا ہوں اور اس قابل نہیں ہوں کہ آپکی ایسی زبردست انگریزی کو سمجھ سکوں اس کے علاوہ ایک دفعہ مرزا حیرت صاحب نے خاص بیضاوی کا حوالہ دیا جب اُن سے کہا گیا کہ آپ بیضاوی کی عبارت پڑھ کر سنائیں چونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر میں نے عبارت پڑھنے کی جرات کی تو ابھی قلعی کھل جائیگی میرے پاس سوائے زبانی لنترانی کے جمع خرچ کے کچھ اور ہے ہی نہیں اس لئے عبارت پڑھنے کے بجائے آپ فرمانے لگے کہ مجھے اپنی انگریزی پر فخر ہے مجھے عربی پر ناز ہے فارسی پر گھمنڈ ہے میری اردو ایسی ہے عربی و فارسی ویسی ہیں اسوقت ناظرین کی نگاہیں اس کھسیانے پن کے جواب کی وجہ سے سخت حقارت سے پُر رہیں تھیں اور انکی زار حالت پر خواہ مخواہ رحم آتا تھا مرزا حیرت کے انٹروڈیوس کرانے کے لئے مختصر تذکرہ میں نے پرانے زمانے کے حالات کا لکھا ہی اس لئے ان واقعات کو اور بھی بیان کر دینا ضروری سمجھا ہے کہ خلاف واقعہ طور پر اکثر کرزن گزٹ کے کالموں میں

ان کو بیان کیا جاتا ہے غرض اب میں ان حضرات کو مختصر ریویو کرتا ہوں اس کتاب کے صفحہ ۱۰۹ پر مصنف نے مرزا حیرت کی اس اخلاقی حالت پر بحث کی ہے جو ہم لوگوں کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت دیکھا کرتے ہیں چنانچہ خود مرزا حیرت کا ہے تصنیف کردہ ایک شعر بطور نظیر پیش کیا ہے ؛

شعر

بہایم سے بدتر ہیں یہہ سب نصاریٰ
کہ ناحق کو حق ہے انہوں نے ہی سمجھا

اس شعر میں اول تو بہایم ہی کچھ کم نہ تھا پھر بدتر نے جو ظلم ڈھایا ہے اور پھر لفظ سب کے استعمال سے کسی ایک عیسائی کو بھی مستثنےٰ نہ کرکے جو ستم کیا ہے وہ مرزا حیرت کے اُس اخلاقی حالت کے اچھی طرح سے قلعی کھولتا ہے جو ہم لوگوں کے ساتھ بحالت مناظرہ کام میں لاتے ہیں ہیں ہمیں مرزا حیرت کے اس اخلاقی حالت کی کچھ بھی شکایت نہیں ہے اور نہ ہونی چاہیے اس لئے کہ انہوں نے لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند کو بھی نہ بخشا چنانچہ کتاب کے اس صفحہ پر مرزا حیرت کے مقصد ذیل الفاظ کرزن گزٹ سے نقل کئے ہیں "تف ہے سردار کچنر کی نامردی پر اور شرم ہے اُسکی بے حیائی اور جانور پنے پر" ؛

مصنف کتاب نے کتاب کے شروع میں اپنی خوابات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور سبب تالیف کو بیان کرکے اصل مقصد پر بحث کی ہے سو خواب اور خیال سے تو سروکار نہیں لیکن مرزا حیرت کے اُس زمانہ کے تردید جو انہوں نے مرزا قادیانی کے مقابلے میں مجدد اور مسیح وغیرہ ہونے سے ظاہر کی تھی۔ خود میاں حیرت ہی کے اقوال سے کی ہے اور خوب کی ہے تاہم ہمیں اس سے بھی بحث نہیں ہے البتہ بعض موقع کتاب کے داصل دلچسپ ہیں خصوصیت کے ساتھ صفحات ۶۰ لغایت ۶۴ پر جو بحث مصنف نے کی ہے وہ بہت ہی عجیب ہے اس بحث کو پڑھکر ہر ایک شخص مرزا حیرت کی ان تمام مناظروں کی حقیقت بھی خوب طرح سے سمجھ سکتا ہے جو ان کے اپنے بیان کے موافق انہوں نے ہندوستان بھر کے پادریوں سے کئے ہیں ان مذکورہ بالا صفحات پر مصنف نے اول عالی جناب سر ولیم میور کے اس اعتراض کو نقل کیا ہے جو یہہ ہے "حضور سرور کائنات نے نصرانی عقاید کا علم زید سے حاصل کیا تھا" ؛

اسکی تردید میں مرزا حیرت نے سیرۃ الرسول میں لکھدیا ہے کہ "زید کے عالم ہونیکی بابت کسی مسلمان مورخ نے اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے اور وہ ایسے قبیلہ کا حصہ کرا تھا جسمیں علم کا چرچا نہ تھا وغیرہ وغیرہ" بابو صاحب نے حیرت صاحب کے جواب کی تقویت خود انہی کے قول سے ثابت کی ہے اور اسی کتاب یعنی سیرۃ الرسول ہی کی عبارت پیش کی ہے جو یہہ ہے "زید پڑھا لکھا تھا مذہب نصاریٰ سے پورا واقف اور انجیل و توریت کا عالم تھا" غرض اس کتاب کی کل بحث اس قسم کی کتاب کے اخیر میں بابو صاحب نے یہہ بحث کی ہے کہ مرزا حیرت ہمیشہ خاص خاص اغراض کے لئے بڑے بڑے آدمیوں کو مقابلہ کے واسطے طلب کرتے رہتے ہیں خلاصہ کلام یہہ ہے کہ ہر ایک شخص اس کتاب کو پڑھکر ان مضامین کی صداقت پر جن پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے رہ نہیں سکتا ہے دراصل صحیفہ بجنور کا اس رسالے کی بابت یہہ لکھنا ہے کہ یہہ رسالہ ہر ایک ثالث کے واسطے خواہ وہ ہندو مسلمان یا عیسائی ہوں دلچسپی کا باعث ہے درست ہے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ہمارے واسطے بھی اس قسم کی کتب بہت مفید ہوتی ہیں کوئی شخص جس نے اس کتاب کو پڑھا ہو مرزا حیرت یا اُن کے ہم خیال اس کے مقابلے میں کسی حالت میں نہیں ٹھہر سکتے ہیں میری رائے میں یہہ کتاب ہمارے بھائیوں کو بھی جو مناظرہ کا شوق رکھتے ہیں خصوصاً مناددوں کو ضرور پڑھنی چاہیے اس کتاب کے ۱۵۶ صفحے ہیں اور قیمت بہت تھوڑی صرف ۵/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ منشی صاحب مذکور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے ؛

راقم

مولوی احمد مسیح۔ واعظ ایس پی جی انچارج کبیر مشن دہلی۔

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۴)

ماسکو کے نزدیک ہر سال ایک شادی بازار لگتا ہے جسمیں کہا جاتا ہے کہ ہر سال ایک ہزار سے زیادہ شادیاں ہوتی ہیں ؛

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے ابتک ۴۴ ہندوستانی زبانوں میں کل بائبل یا اسکے حصص کا ترجمہ ہوگیا ہے اور ابھی ۱۰۸ زبانیں ایسی ہیں جنہیں بائبل کو ذرہ بھی مس نہیں ہوا۔ مگر کہتے ہیں کہ کل ۲۹ کروڑ آبادی میں سے ۲۲ کروڑ آدمی ایسے ہیں جو وہ بیالیس زبانیں بولتے ہیں جن میں بائبل ترجمہ ہوگئی ہے ؛

کمرون (مغربی افریقہ) کے جرمن نوآبادان نے لکھا ہے کہ یہاں ایک مردم خوار قوم ہے جس نے ایک ماہ کے اندر ۲ ہزار حبشی اور ۸ جرمن نوآباد کھائے ہیں ؛

چین میں مستورات کو جنگ میں شریک ہونمیں ایسے ہی حقوق دیئے جاتے ہیں جیسے مردوں کو سنہ ۱۸۵۰ء کی بغاوت میں مستورات نے بھی مردوں کی طرح جنگ میں شریک تھیں۔ سنہ ۱۸۵۳ء کے درمیان مقام نانکن میں ۵ لاکھ مستورات کی فوج بھرتی ہوئی تھی ۱۳-۱۳ ہزار عورات کی ایک برگیڈ قرار پائی تھی جسپر عورات حاکم تھیں۔ اُن میں سے دس ہزار چیدہ مستورات شہر میں مقیم تھیں ؛

کہتے ہیں کہ صرف شتر ہی ایسا جانور ہے جو تیر نہیں سکتا

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور

روۃ الکبریٰ کی آتشزدگی قیصر نیرو کے زمانہ کا ایک تاریخی ناول ۶ر درجل کی نظم اینیڈ کا قصہ جنگ ٹرائے اور یولیس کے سفر و مصائب کے حالات معہ سوانح عمری ہومر اور یونانیوں کا علم الاصنام قیمت ۴ر - تاریخ بائبل مصنفہ ڈاکٹر بلیکی صاحب کی جن قوموں کا اسمیں ذکر آیا ہے اُن کے تاریخی حالات درج ہیں - ۵۰۰ صفحہ قیمت عہ الہام بائبل مصنفہ ڈاکٹر پیٹرسن سمتھ - اس میں بائبل کی ماہیت اور حیثیت پر مفصل بحث ہے ۱۲ر یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت از ڈاکٹر شاکر صاحب اس میں علاوہ تاریخی حالات و اخلاقی شریعت کے اُن سات مقولوں پر مفصل بحث ہے - جو خداوند یسوع کی زبان سے صلیب پر نکلے تھے قیمت ۱۲ر الفریڈ اعظم کی سوانح ۲ر سکندر اعظم کی سوانح عمری ۲ر - میرے رہنے کا گھر - جسم انسانی کا دلچسپ حال باتصویر ۲ر سورج چاند ستارے - علم ہیت کا ایک مبسوط رسالہ باتصویر - جسمیں اس وقت تک کی دریافتوں کا ذکر ہے ۸ر - تاریخ یونان اس میں یونانیوں کی تواریخ فتوحات اور عروج و زوال کے اسباب درج ہیں زندہ مسیح اور اناجیل اربعہ اس میں مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد پڑنے اور اناجیل کے حق میں جو معتبر ثبوت ہیں انکا ذکر ہے قیمت ۱۲ - حیات المسیح یسوع مسیح کی زندگی اُس کے کاموں اور تعلیمات پر بحث ہے ۱۲ر معذرت نامہ سقراط - جس میں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا مفصل حال درج ہے - قیمت ۸ر ؛

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی

لاہور کے نام آنی چاہئیں

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اِس بات پر چکتا نہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے - کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے - جس کسی کو چاہیئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اِس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں - ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا لاہور

ضرورت

لوئر پرائمری سکول کے لئے ایک سنجیدہ مسیحی استاد کی ضرورت ہے - درخواستیں پادری - ڈبلیو - دی - کے - ٹرینر صاحب سی - ایم - ایس علیگڈھ کے پاس آنی چاہئیں

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۱ر

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " " " " "

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گ	ہجر	ے
چوتھائی کالم	ہجر	ے	سے
نصف کالم	ے	عہ	ہعہ
پورا کالم	عہ	ہعہ	ہہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول ل

" " " معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

بہاولپور کے سی - ایم - ایس مڈل سکول کیلئے ایک جوان سرگرم اور شادی شدہ تجربہ کار بائبل ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ میں ۳۰ روپیہ ماہوار - درخواستیں فوراً منیجر مدرسہ ہذا کے نام آویں ؛

پادری - ای - ایم ویری صاحب ڈی ڈی - اڈیٹر و منیجر نورافشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم دائلی کے اہتمام سے چھپا